مولانا عبدالرحمن جامیؒ اور اُن کی کتاب

نفحات الانس من حضرات القدس

(ایک تعارف)

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

مولانا عبدالرحمن جامی (۸۱۷ ـ ۸۹۸ ھ) ایک باکمال مصنّف ، نامور شاعر محتاط محقق اور سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ تھے ـ وہ خراسان کے قصبہ ,,خرجرد جام ،، کے رہنے والے تھے ـ اس قصبے کے نامور عارف شیخ الاسلام احمد جام ,,ژندہ پیل ،، (متوفی ۵۳۶ ھ) سے انھیں بےحد ارادت تھی ـ قصبہ جام سے انتساب اور شیخ احمد جام سے ارادت کی دوگانہ وجوہ سے مولانا نے اپنا تخلص ,,جامی ،، اختیار کیا تھا ـ وہ اپنے تخلص کی توجیہہ خود بیان کرتے ھیں :ـ

مولــدم جــام ورشحـــۂ قلمـــم
جـــرعۂ جام شیـخ الاسـلامی است
لا جـــرم در جـریـــدۂ اشعـــار
بـہ دو معنـی تخلّصـــم ,,جامـی،، است

انھوں نے اپنی تاریخ ولادت بھی نظم کی ہے۔

بسال هشتصد وهفده زهجرت نبویؐ
که زد زمکه به یثرب سرا دقات جلال
زاوج قلّهٔ پرواز گاه عزّ وقِدم
بدین حضیض هو اسست کرده ام پر وبال (۱)

جامی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد نظام الدین احمد سے حاصل کی بعد میں وہ مدرسہ نظامیہ هرات میں آ گئے۔ بعد ازاں علم و معرفت کی تکمیل کیلئے سمرقند تشریف لے گئے۔ جامی کے زمانہ سے کچھ پہلے شیخ بہاء الدین محمد نقشبندؒ (م ۷۹۱ ھ) سے منسوب نقشبندی سلسلۂ تصوف بڑی آب و تاب سے متداول ہو چکا تھا۔ سنتِ رسول سے تمسّک ، شریعت کی طریقت پر فوقیت اور ترک بدعات اس سلسله کا خاصه تھا۔ جامی نے اس سلسلے کے عظیم المرتبت بزرگ خواجه عبیداللہ احرارؒ سے کسب فیض کیا۔ وہ شیخ سعداللہ محمد کاشغری نقشبندی کے تلمیذ اور خلیفۂ خاص تھے ۸۶۰ھ میں انکی وفات کے بعد جامی سلسله نقشبندیه کے ایک مرشد قرار پائے۔ تحریر وکلام میں پختگی ، متداول علوم و فنون میں تبحّر اور زبان و بیان کی حلاوت کے علاوہ جس امر نے جامی کو غیر معمولی احترام واحتشام عطا کیا، وہ ان کا روحانی مقام و مرتبه تھا۔ وہ بے حد نرم دل ، منکسر المزاج ، دوسروں کے کمالات کے معترف اور دولت وجاہ سے بے نیاز شخص تھے۔ یہی وجه ہے که معاصر تیموری سلاطین وامراء اور عثمانی نیز عرب ارباب اختیار کے ہاں وہ بے انتہا محترم رہے۔ دور و دراز سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ان کے تلامیذ اور ارادت مند اقصائے عالم میں پھیلے ہوئے تھے۔ مثلاً

برصغیر کے نامور عارف شیخ جمال دهلوی (۸٦۲ ـ ۹۴۲ هـ) ممالک اسلامی کے سفر کے دوران ۸۹۷هـ میں جامی سے ملاقات کرنے هرات پہنچے تھے ـ سید محمد کاهی سمر قندی (۸٦۸ ـ ۹۸۸ هـ) یہاں کے ایک دوسرے باکمال بزرگ تھے ـ وہ چند سال کابل ، بھکر اور گجرات (جنوب هند) میں رهے اور آخر اکبر آباد کے مقیم بنے اور یہیں پیوندخاک هوئے ـ انهیں جامی سے شرفِ تلمّذ پر ناز رها ہے ـ برصغیر کے تیموری سلاطین (مغلوں) کو بھی جامیؒ سے ارادت تھی ـ محمد ظهیر الدین بابر (۸۸۷ ـ ۹۳۷ هـ) نے اپنی توزک (بابر نامه) میں جامی کے کمالات کو سراها ہے ـ معاصرانه ارادت کی ایک مثال دولت شاه سمرقندی (م ۸۹٦ هـ) کے تذکرة الشعراء میں دیکھی جا سکتی ہے ـ

جامی کا عصر اور ان کا سفر حج

جامی نے نویں صدی هجری/ پندرهویں صدی عیسوی میں اپنی بھرپور زندگی کے کوئی ۸۱ سال گذار دیئے ـ یه متأخر تیموریوں کا دور تھا ـ امیر تیمور کا طوفان خیز دور (۷۳٦ـ ۸۰۷ هـ) جامی کی ولادت سے کوئی دس برس پہلے ختم هو گیا تھا ـ شاهرخ بن تیمور (۸۰۷ ـ ۸۵۰ هـ ، جو مزاحم قوتوں پر غالب رها) مرزا ابو القاسم (۲) بابر (۸۵٦ ـ ۸٦۰هـ) اور مرزا ابو سعید کورکانی (۸۷۳هـ کے چند ماہ) کے ادوار میں جامی تعلیم و سلوک اور تشکیل سیرت و شخصیت پر زیادہ متوجه رهے ـ ان کے اهم کارناموں اور بیشتر تالیف و تصنیف کا تعلق سلطان حسین بایقرا (۸۷۳ ـ ۹۱۱ هـ) کے معارف پرور عهد سے ہے ـ اس سلطان کا وزیر امیر نظام الدین علی شیر نوائی (۸۴۴ ـ ۹۰٦هـ) تھا ـ امیر موصوف ، ایک علم دوست اور مخیّر شخص تھا ـ وہ خود بھی ترکی اور فارسی زبانوں کا ادیب اور شاعر تھا ـ اس کا

تخلص فانی تھا ۔ امیر نوائی جامی کا مربی ھی نہ تھا ، اسے ان سے ارادت بھی تھی ۔ اس نے جامی کے حالات پرمشتمل ایک کتاب (۳) بھی لکھی ہے ۔ جامی کا بیشتر رابطہ آل تیمور سے ھی رھا ۔ ان کے دارالحکومت سمرقنداور ھرات تھے ۔ تیموریوں کی حکومت شرق ایران تک محدود تھی ۔ ایران کے مغربی اور جنوبی حصے پر قراقونیلو اور آق قونیلو نام کے ترکمان خاندانوں کی حکومت تھی ۔ جامی کے معاصر اور احترام گزار حکمران مندرجہ ذیل تھے : جہاں شاہ قراقونیلو (۸۴۱ ۔ ۸۷۲ ھ) ، اوزن (بیگ) حسن آق قونیلو (۸۷۲ ۔ ۸۸۲ ھ) ، اور (۴) اس کا بیٹا یعقوب بیگ (۸۹۴ ۔ ۸۹٦ ھ) ۔ جامی سلاطین عثمانی کے ھاں بھی محترم تھے ۔ سلطان محمد خان ,,فاتح ،، (۸۵۵ ۔ ۸۸٦ھ) اور ان کے بیٹے سلطان بایزید خان دوم عثمانی (۸۸٦ ۔ ۹۱۸ ھ) جوھرِ جامی کے شناسا اور ان کے احترام گزار تھے ۔ اس کے باوجود یہ بات تسلیم کرنا چاھیئے کہ ان کی تخلیق اور ذوق پرور نبوغ کو سلطان حسین بایقرا اور امیر نوائی کے ھنر آمیز ماحول نے جلا بخشی تھی ۔

جامی اپنی زندگی کے ساٹھویں برس میں حج اور حرمین شریفین کی زیارت کے لئے سفر پر نکلے (۸۷۷ھ) ۔ اس سفر میں انھوں نے ایمان پرور نعتیں اور منقبتیں لکھیں ۔ ان میں سے کئی نعوت و مناقب ھمارے ھاں معروف ھیں ۔ آپ بغداد ، نجف ، کربلا ، حرمین شریفین گئے اور شام کے راستے تبریز آ پہنچے ۔ ترکانوں کی سلطنت کے اعیان و اکابر ان کا شایان شان طریقے سے احترام بجا لائے ۔ سلطان مصر ملک الاشراف نیز سلطان فاتح عثمانی اور اس کے بیٹے اور ولی عہد شاھزادہ کے تحائف انھیں دوران سفر ملے ۔ معاصر آق قونیلو ترکمان سلطان اوزن (بیگ) نے تو اشرفیوں کی تھیلیاں بھجوائیں (۵) مگر جامی

دور جوانی سے ھی استغناء ، بے نیازی سے متّصف تھے ۔ مشہور ہے کہ وہ ایک مرتبہ سلطان شاھرخ سے انعام لینے گئے تھے مگر منتظر رہنے کے لمحات ان پر ایسے شاق گذرے کہ پھر کبھی دربار کا رخ نہ کیا ۔ بعد میں تو اھل دربار ان کی تلاش میں رہنے لگے اور ان کی بے نیازی کے واقعات زبان زد خواص و عوام ھونے لگے ۔ جامی نے نجف اشرف کی زیارت کے وقت جو منقبت لکھی ، اس کا ابتدائی شعر حسب ذیل ہے ۔

اصبحت زائراً لک یاشحنة النجف

بھر نثار مقدم تو نقد جان بکف

اس منقبت اور مدینہ منورہ میں ورود کے وقت انھوں نے ناقه کی اشک ریزی اور روضۂ رسولؐ کے قریب جلد پہنچ جانے کے سلسلے میں اس کے اضطراب پر مبنی ابیات کے انعکاسات علامہ اقبال کی ,,بال جبریل،،(٦) کی ایک غزل اور ,,ارمغان حجاز،، حصہ حضور رسالت مآبؐ، کی کئی دو بیتیوں (۷) میں دیکھے جا سکتے ھیں۔

تصانیف جامی :

جامی خاصے پرگو اور پر نویس رھے ۔ تذکرہ نویس ان کی تصانیف کی تعداد چالیس سے ننانوے تک لکھتے رھے ھیں ۔ ان کی معروف منظوم و منثور کتابوں میں : (۱) دیوان اشعار (۲) سبعه مثنوی یا ھفت رنگ (۳) تحفة الابرار (۴) سبحة الابرار (۵) خرد نامه اسکندری (٦) لیلی و مجنون (۷) یوسف و زلیخا (۸) السّرالجلی فی ذکر الخفی (۹) الاربعین (۱۰) نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص (۱۱) اشعة اللمعات (۱۲) لوامح فی شرح قصیده الخمریه (۱۳) لوائح (۱۴) بہارستان (۱۵) شواھد النبوه (۱٦) مناسک الحج اور نفحات الانس ھیں ۔ اسی آخری کتاب ,,نفحات الانس،، کا تعارف یہاں پیش کیا جا رہا ہے ۔

نفحات الانس من حضرات القدس

صوفیائے کرام کے ملفوظات و احوال پر مشتمل یہ کتاب مولانائے جامی نے کوئی تین برس کے دوران (۸۸۱ تا ۸۸۳ ھـ) تالیف کی۔ کتاب امیر نظام الدین علی شیر نوائی کی درخواست و فرمائش پر لکھی گئی۔ مصنف نے اس کی تاریخ تکمیل کو ذیل کی صورت میں نظم کیا ہے:

این نسخه مقتبس ز انفاس کرام
کزوی نفحات انست آید بمشام
از هجرت خیر بشر و فخر انام
درهشتصد وهشتاد و سوم گشت تمام

نفحات الانس کی اساس ابو عبدالرحمن محمد السلمی نشاپوری (م۴۱۲ھـ) کی کتاب ,,طبقات الصوفیه،، پر رکھی گئی ہے۔ شیخ ابو اسماعیل عبداللہ انصاری هروی (م ۴۸۱ ھـ) اس کتاب کو سامنے رکھ کر وعظ و ارشاد کی محفل برپا کرتے تھے۔ وہ صوفیه کے اقوال و حالات کے بارے میں بعض باتوں کا اضافه فرماتے جنھیں مرید قلم بند کر لیتے۔ اس طرح ,,شیخ الاسلام،، انصاری کی طبقات الصوفیه امالی کی صورت میں جمع ہو گئی مگر یه هراتی باهروی فارسی میں ہے جسے خراسان اور اطراف فارس کے لوگ بمشکل هی سمجھتے تھے۔ جامی کے زمانے تک ان کتب کی عمر چار صدیوں سے تجاوز ہو چکی تھی۔ وہ ,,نفحات الانس،، کے مقدمے میں لکھتے هیں که طبقات الصوفیه کے مخطوطات بھی اشتباهات اور تحریفات کے شکار ہو چکے اور مطالب بھی ناتمام اور نارسا هیں۔ اس کتاب میں سو صوفیه کے پانچ طبقات یعنی نمائندہ افراد کا ذکر ہے۔ ان صوفیه کا دور حیات کوئی دو قرون (تیسری اور چوتھی هجری صدیوں) تک محدود تھا۔

اب جامی کے زمانے تک اس سے دو چند مدت مزید گذر چکی تھی۔ اس لئے طبقات صوفیہ کو مکمل کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ لکھتے ھیں کہ یہ کام انجام دینے کی خاطر انھیں گاھے گاھے خیال آتا رھا، مگر ۸۸۱ ھ میں امیر علی شیر نوائی نے انھیں اس کام کی بجا آوری کا پابند کر ھی دیا اور ۸۸۳ ھ میں انھوں نے اس کام کو مکمل کر دیا۔ ,,نفحات الانس ،، میں کل ٦١٦ صوفیہ کا ذکر ہے۔ ان میں ۵۸۲ مرد عرفا ھیں اور ۳۴ عارفات جو بقول جامی ,,مجاھدہ و تعبّد کی منازل طے کر کے مردوں کے ھم مرتبہ ھو گئی ھیں ،،۔ عرفاء میں پہلا نام ابو ھاشم الصوفی (قرن دوم و سوم ھجری کے عارف) کا ہے اور آخر خواجہ حافظ شیرازی (م ۷۹۲ ھ) کا۔ عارفات میں سر فہرست رابعہ عدویہ بصری ھیں اور آخری نام امراۃ فارسیہ کا ہے۔ مصنف نے عرفا کے مقابلے میں عارفات کا ذکر مختصر طور پر کیا ہے۔ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ جامی نے حافظ کے بعد اپنے عصر تک کے تقریباً سو سال کے عرصے کے کسی عارف یا عارفہ کا ذکر کم ھی کیا ہے۔ البتہ اس کتاب میں نقشبندی صوفیہ جیسے بہا الدین نقشبند خواجہ محمد پارسا ، خواجہ عبیداللہ احرار اور سعد اللہ محمد کاشغری وغیرھم کا ذکر مفصل ملتا ہے۔ دراصل جامی ایک محتاط محقق تھے۔ انھوں نے مضامین تصوف پر لکھنے والے شعراء جیسے خاقانی اور خواجہ حافظ کا ذکر ان صوفیہ سے مختلف انداز میں کیا ہے جن کا سلسلہ اور خرقہ نسبت معلوم تھا۔ اپنے سلسلے کے صوفیہ کا ذکر بھی انھوں نے کچھ اس طرح احتیاط سے کیا ہے کہ ان پر جانبداری اور مبالغہ آرائی کا الزام نہ لگے اور معیار تحقیق پر حرف نہ آئے۔

اس نکتے کا ذکر بھی ضروری ہے کہ جامی کے ایک تلمیذ مولانا رضی الدین عبدالغفور لاری (م ۹۱۲ ھ) نے ,,نفحات الانس ,, کا ایک تکملہ لکھا ۔ اس میں دیگر صوفیہ کے علاوہ جامی کے حالات و مقامات بھی مندرج کئے گئے ھیں ۔

,,نفحات الانس ,, کے منتخبات انگریزی میں ترجمہ ہوئے ، اس کتاب کے بارے میں فارسی میں مقالے لکھے گئے اور یہ اردو میں بھی ترجمہ ہوئی ۔ اس کے علاوہ جامی کے ذکر پر مشتمل اردو کتب میں بھی اس کتاب کی اہمیت بیان کی گئی (۸) ، مگر اس کے بارے میں اردو میں لکھے جانے والے کسی تحقیقی مقالے کا سراغ راقم الحروف کو نہیں مل سکا ۔

,,نفحات الانس ,, برصغیر میں چند بار شائع ہوئی جبکہ ایران میں اس کی ایک ھی طباعت ہوئی ہے ۔ یہاں ھم اس کی مختلف اشاعتوں کا ذکر کئے دیتے ھیں :

۱ ۔ طبع ہندوستان ، کلکتہ ۔ مرتبہ قاضی ابراھیم و ملا نور الدین ۱۲۷۹ ھ ۔ (اس کے حواشی میں جامی کی مثنوی سلسلة الذھب شائع ہوئی ہے)۔

۲ ۔ ایضاً ، کلکتہ ۱۸۵۹ء ۔ اس پر کیپٹن نوساولیس نے انگریزی میں مفصل مقدمہ لکھا ہے ۔

۳ ۔ مزید دو اشاعتیں : ۱۳۲۴ ھ / ۱۹۰۷ ء لکھنو اور ۱۳۳۳ ھ / ۱۹۱۷ء کلکتہ ۔ پہلی اشاعت پر طبع پنجم مرقوم ہے اور دوسری پر طبع ھفتم ۔ لکھنو کی ایک اشاعت پر (س ن) طبع ھفتم لکھا ہوا ہے ۔ گویا یہ کتاب برصغیر میں ۱۴ بار شائع ہوئی ہے ۔

۴ ۔ طبع تہران ، انتشارات محمودی ، ترتیب و مقدمہ از مہدی توحید پور ۱۳۳۶ ش / ۱۹۵۷ء ۔

,,نفحات الانس ،، تصوف کی نہایت اہم کتابوں میں سے ہے۔ آنجہانی ای۔ جی براؤن (م ۱۹۲٦ء) نے اپنی کتاب تاریخ ادبیات ایران ،، کی جلد سوم میں ,,نفحات ،، کو صوفیہ کے احوال و اقوال کی جمع آوری کی مناسبت سے شیخ فرید الدین عطار (م ٦۱۸ ھ) کی تالیف ,,تذکرۃ الاولیاء ،، کے ہم پلہ قرار دیا اور اس کے سادہ وسلیس اسلوب کو سراہا ہے۔ وہ لکھتے ھیں کہ جامی نے ابلاغ معانی پر توجہ دی ہے اور عبارت آرائی سے احتراز کیا ہے۔ مجموعی طور پر ساتویں اور نویں صدی ھجری کے تناظر میں یہ بات درست ہے۔ عطار کے عصر میں سادہ نویسی کا رواج تھا جبکہ جامی کے دور میں عربی سے متأثر تحریریں نظر آتی ھیں ۔ جامی ، عطار کی طرح جچے تلے انداز میں لکھتے ھیں ۔ وہ طول بیان سے اجتناب کرتے ھیں ، مگر سادہ نویسی کا یہ مطالب نہیں کہ جامی عربی آیات احادیث ، عبارات اور اقوال و اشعار نقل نہیں کرتے یا پھر ہر کہیں ان کا فارسی ترجمہ دینا ضروری سمجھتے تھے ۔ جامی کے معاصرین کا اسلوب بھی ایسا ھی رھا ہے۔ مثلاً شرف الدین علی یزدی کا ظفر نامہ تیموری (مولفہ ۸۲۸ ھ) شہاب الدین عبداللہ خوافی (حافظ ابرو م ۸۳۴ ھ) کی زبدۃ التواریخ ، فصیحی خوافی کی مجمل فصیحی (مولفہ ۸۴۹ ھ) کمال الدین عبدالرزاق سمرقندی (م ۸۸۷ ھ) کا مطلع السعدین یا محمد بن خاوند شاہ (میر خواند ۸۳۸ تا ۹۰۳ ھ) کا تذکرہ روضۃ الصفا ،، (٦ جلد) دیکھ کر اس اسلوب کا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ میدان شعر میں جامی کے ہم زمان سید علی شاہ قاسم انوار (م۸۳۷ھ) شاہ نعمۃ اللہ ولی (م ۸۳۴ ھ) اور ھلالی چغتائی استر آبادی (م ۹۳۵ ھ) تھے ۔

کتاب کی فارسی عبارت کا ایک اقتباس ملاحظه ہو۔ حمدونعت، سلام و منقبت ، شیخ السلمی نشاپوری اور خواجه عبدالله انصاری کی کتب کے ذکر نیز زیر بحث کتاب کی تالیف کی خاطر امیر علی شیرنوائی کی خواهش و فرمائش کا حواله دے کر جامی اپنے عزم تالیف اور کتاب کے محتویات کا ذکر حسب ذیل صورت میں کرتے هیں : ,,....

لاجرم بصدق همت و خلوص طویت در امضای آن نیت و استقصای آن امنیت شروع افتاد ، مامول از مکاری اخلاق و مراسم اشفاق مطالعه کنندگان آنکه چون ایشان را از یمن نفاس طیبه اولیا الله وفیض ارواح مقدمه ایشان وقت خوش گردد ، متصدی و باعث این جمع و تالیف را که بجهت اشتمال پر نفحات الانس طیبه مشائخ که از حظا پر قدس رسیده وبرمشام جان مشتاقان محاضر انس وزیده ومسمی می گردد به نفحات الانس من حضرات القدس از گوشه خاطر فرونگذارند وبدعای خیر یاد آرند والتکلان فی جمیع الاحوال علی المهیمن المتعال،،

جیسا که پهلے اشاره هوا ، جامی آیات و احادیث ، عربی اشعار اور عربی کتب کے مختصر یا طویل اقتباسات اکثر صورتوں میں فارسی ترجمے کے بغیر نقل کرتے هیں ۔ دراصل اس وقت تک عربی زبان و ادب اسلامی تمدن و ثقافت کا جزو لاینفک بن چکا تها اس لئے جامی ک عربی اقتباسات کا فارسی ترجمه دینے کی ضرورت محسوس نه هوتی تهی ۔

پروفیسر براؤن نے جامی کے تین اوصاف بتائے هیں : ,,عمیق معانی والاشاعر ، صاحب دل عارف اور محتاط محقق ۔

,,نفحات الانس ،، کی بعض باتیں آج بعض لوگوں کو عجیب معلوم هو سکتی هیں ۔ جیسے کرامات اور خوارق کا ذکر مگر یه بات پیش نظر رکهنی چاهیے که عرفاء کا قال ان کا حال هوتا ہے ۔ وادی

عرفان میں گام زن نہ ہونے والے قال کی منزل میں ہی رہتے ہیں۔ مولانائے روم نے مثنوی معنوی میں فرمایا ہے۔

درنیابد حال پختہ ہیچ خام

پس سخن کوتاہ باید والسلام

تحقیق کے اعتبار سے بھی ,,نفحات الانس ،، ایک اہم کتاب ہے۔ جامی کا طریقہ تالیف یہ ہے کہ وہ ہر عارف یا عارفہ کی تاریخ ولادت و وفات بتاتے ہیں جو اکثر صورتوں میں ان کی اپنی سعی کی دریافت ہوتی ہے جبکہ طبقات الصوفیہ میں مذکور سو عرفاء کا ذکر بھی یوں ہی ہوا تھا۔ پھر جہاں جامی کو کسی عارف کی تاریخ نہیں ملتی وہاں وہ اس کے معاصرین کے حوالے سے اندازہ کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں سنین کے قریب پیدا یا فوت ہوا ہو گا۔ صوفیہ اور عارفات کے ذکر سے پہلے انہوں نے تصوف کی ماہیت اور حقیقت کے بارے میں محققانہ بحث کی ہے اور اس موقع پر انہوں نے امام قشیری (م ۴۶۵ ھ) شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ ھ) ، امام فخر الدین رازی مدفون ہرات (م ۶۰۶ ھ) شیخ علاء الدولہ سمنانی (م۷۳۶ھ) اور خواجہ پارسا نقشبندی وغیرہم کی کتب سے مطالب اخذ کئے اور ان تصانیف کا باقاعدہ حوالہ دیا۔ اس نکتے کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ماخذ کا حوالہ قدیم مصنفین کے ہاں شاذ ہی نظر آتا ہے۔ جامی نے صاحب تصنیف صوفیہ کی اہم تالیفات کا بھی ذکر کیا ہے۔

,,نفحات،، کا مقدمہ

,,نفحات ،، کا مقدمہ تقریباً تیس مطبوعہ صفحوں پر مشتمل ہے اور احوال و مقامات صوفیہ اور مباحث تصوف کے اعتبار سے یہ بڑا اہم ہے۔ کتاب کے بعض متون نیز تراجم میں منابع کتاب کا ذکر نہیں کیا گیا

جبکه مؤلف نے اکثر صورتوں میں اس کا اهتمام کیا ہے۔ سب سے پہلے ولایت اور ولی کا بیان ہے۔ مؤلف ولایت کی دو صورتیں بتاتے هیں ـ ایک ولایت عامه ہے جس میں سب مومن شامل هیں یعنی الله تعالی جمله مومنون کا ولی (۹) ہے ـ دوسری ولایت خاصه ہے جو ارباب سلوک سے مخصوص ہے ـ یه فنا فی الله اور بقاء بالله کی راہ ہے۔ دوسرے عنوان کے تحت جامی معرفت ، عارف ، معترف اور جاهل کی اصطلاحات واضح کرتے هیں ـ اس حصے میں انھوں نے شیخ سھروردی کی کتاب ,,عوارف المعارف ،، کا عربی سے فارسی میں ترجمه کر کے نقل کیا ہے (فصل اول باب ثالث) اور اس ماخذ کے حوالے سے وہ صوفی ، متصوف ، ملامتی صوفی اور فقیر الی الله کی اصطلاحات واضح کرتے اور ان گروهوں کا فرق بتاتے هیں (فصل دهم باب سوم کی رو سے) ـ یه مباحث خاصے مفصل لکھے گئے ـ بعد کے عنوانات مراتب توحید کے بارے میں هیں : توحید ایمانی ، توحید علمی، توحید حالی اور توحید الھی ـ یہاں ,,عوارف المعارف ،، باب اول فصل ثانی کے علاوہ خواجه عبدالله انصاری کی منازل السائرین کا حواله بھی آیا ہے ـ جامی کے مترادفات اور مکالماتی تطابق بعض اصطلاحات کو آسان بنا دیتے هیں مثلاً علم باطن ، علم یقین ہے ، توحید حالی ، ذکر توحید کا موّحد کا خاصه بننا ہے یا توحید علمی ، نور مراقبه ہے اور توحید حالی نور مشاهده ـ ارباب ولایت یعنی اولیاء کی اصناف و اقسام کو مؤلف کتاب نے سید علی هجویری داتا گنج بخش (م ۴٦۵ ھ) کی ,,کشف المحجوب ،، کے حوالے سے بیان کیا ـ ان اصفیاء کے حوالے سے اختیار ، ابدال ، ابرار ، اوتاد ، نقباء ، قطب ، غوث اور اویسیوں کا بیان ہے ـ ابدالوں کے ذکر میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی الفتوحات المکیه کے باب ۱۹۸ فصل ۳۱ کا

حواله بھی مذکور ہے که شیخ مشار الیه نے حرم کعبه میں ان بزرگوں سے ملاقات کی تھی ۔ کرامت ، معجزے اور استدراج کا بیان جامی نے امام رازی کی تفسیر کبیر اور امام مستغفری کی ,,دلائل النبوة ،، سے اخذ کیا ہے اور ایک حواله شیخ سہروردی کی ,,اعلام الهدی ،، کا بھی ملتا ہے۔ یہاں جامی نے اصل عربی کتابوں کے مفصل اقتباسات (فارسی ترجمے دیئے بغیر) نقل کئے ھیں ۔ بعد میں مؤلف کرامات اور خوارق کی اقسام نقل کرتے ھیں ۔ تصوف کے آغاز و تداول پر بحث اور لقب صوفی کی وجه تسمیه کی توجیہات اس مقدمے کا اختتامیه ہے ۔

حالات مشائخ طائفه صوفیه :

یه وہ عنوان ہے جس کے تحت جامی نے ۵۸۲ عرفاء کے احوال و آثار اور ان کے اقوال و مناقب لکھے ھیں ۔ مشاهیر اور غیر مشاهیر کا فرق هر کہیں منعکس رهتا ہے۔ یه بات ,,نفحات ،، میں بھی مشہود ہے۔ جامی نے کم معروف عرفا کا ذکر چند سطروں میں کیا جبکه مشاهیر صوفیه کےذکر میں خاصی تفصیل فراهم کر دی ہے۔ اس کی وجه ظاهر ہے ۔ تصنیف و تالیف اور احوال کا فقدان بعض عرفا کے ساتھ مخصوص ہے جبکه مشاهیر کے معاملے میں سلیقے سے انتخاب کا معامله آتا ہے جسے جامی نے حسن و خوبی سے نباها اور بعض ایسے نکتے بیان کئے ھیں جن کے بارے میں ,,نفحات ،، سے صرف نظر کرنے والے اب تک محروم معانی رہے ھیں ۔

کتاب کے آغاز و انجام (حصه مرد عرفا) کا ذکر هو چکا یعنی ابو هاشم صوفی کوفی اور خواجه حافظ کے سلسلے میں ۔ جامی کے محتاط طریقه تحقیق کو دیکھنے کی خاطر ان حضرات کے احوال کا تذکره ملاحظه هو ۔

۱ ـ ابوهاشم صوفی : کنیت ھی سے مشہور ھیں شام میں مرشد رھے اور اصل میں کوفی تھے ـ آپ ابوسفیان ثوری کے معاصر تھے ـ ثوری نے جو ۱٦۱ ھـ میں بصرہ میں فوت ہوئے ، فرمایا : اگر ابوھاشم صوفی نہ ھوتے تو میں ریا کی باریکیاں نہ جانتا ـ انھوں نے مزید فرمایا: جب تک میں نے ابو ھاشم کو نہ دیکھا تھا مجھے خبر نہ تھی صوفی کیا ھوتے ھیں ؟ ان سے پہلے زھد ، ورع اور توکل ومحبت کے خوش معاملہ بزرگ گذرے ھیں لیکن سب سے پہلے صوفی وھی تھے ، ان سے پہلے کسی کو اس نام سے موسوم نہ کیا گیا تھا ـ اس طرح شام کے ٹیلے پر پہلی خانقاہ انھوں نے ھی بنائی تھی ـ ھوا یہ کہ ایک مسیحی امیر شکار کو نکلا ـ راستے میں اس نے اس گروہ کے دو افراد کو دیکھا: انھوں نے ملاقات کی ، بیٹھ گئے اور کھانے پینے کے لئے جو میسر تھا ، اسے کھایا پیا اور ایک دوسرے سے جدا ھو کر چل دیئے ـ امیر کو ان کا یہ حسن معاملہ پسند آیا ـ ان میں سے ایک کو بلا کر اس نے پوچھا کہ تمہارا وہ ساتھی کون تھا ؟ اس نے کہا : میں اس کو نہیں جانتا ـ مجھے خبر نہیں وہ کہاں سے آیا تھا ـ امیر کو ان کے غیر متعارف ھونے کے باوجود یہ الفت دیکھ کر تعجب ھوا ـ صوفی درویش نے کہا: ھم ھر کسی سے ایسا ھی سلوک کرتے ھیں ـ امیر نے پوچھا : تمہارا گھر کہاں ہے ؟ درویش نے جواب دیا کہ ان کا گھر نہیں ھوتا ـ اس نے کہا کہ میں یہاں تمہارے لئے ایک گھر بنواؤں گا ـ یوں اس نے شام کے ایک ٹیلے پر خانقاہ بنوائی ـ شیخ الاسلام (خواجہ عبداللہ انصاری) نے فرمایا ہے ـ

خیر دار حل فیھا خیر ارباب الدیار

وقدیما وفق اللہ خیر الخیار

(گھر وہ اچھا ہے جس میں اچھے گھر والے داخل ھوں ـ اور قدیم زمانے سے اللہ تعالی نیک لوگوں کو اچھے کاموں کی توفیق دیتا رھا ہے ـ)

انہوں نے ہی قدس اللہ سرّہ فرمایا ہے۔

ہی المعالم و الا طـلال والـدّار

دار علیها من الاحباب اثـار

(حقیقت میں وہی نشانات ، ٹیلے اور گھر ہیں جن پر دوستان خدا کے نقوش و آثار ہیں) ابو ہاشم نے کہا ہے : ,,پہاڑ کا سوئی کی مدد سے اکھاڑنا ، دلوں سے کبر و غرور نکال دینے سے آسان ہے "۔ انہوں نے قاضی شریک کوؒ یحییٰ خالد کے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ رو دئے اور فرمایا : ,,ایسے علم سے اللہ کی پناہ جو نفع نہ دے "۔ نیز فرمایا : ,,انسان کا حسن ادب اختیار کرنا اپنے اہل و عیال کو حسن ادب سکھانا ہے "۔ منصور عمار دمشقی نے کہا : ,,ابو ہاشم صوفی مرض موت میں مبتلا تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیسا محسوس کرتے ہیں ؟ فرمایا : میں بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں لیکن حب و محبت کے مقابلے میں یہ بلاء ہیچ ہے۔ " شیخ الاسلام (خواجہ انصاری) نے کہا ہے : ,,اگر بلاء بھی عشق و محبت کے برابر ہوتی ، تو عشق کا وجود ہی نہ ہوتا "۔

,, خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی (شمارہ ۵۸۲) :

آپ لسان الغیب اور ترجمان اسرار ہیں۔ بہت سے غیبی اسرار اور حقیقت کے معانی ہیں جنھیں انہوں نے صورت اور مجاز کے لباس میں ظاہر کیا ہے۔ اگرچہ معلوم نہیں کہ انہوں نے کسی مرشد کا دست ارادت تھاما ہو اور تصوف کے کسی سلسلے سے منسلک ہوئے ہوں مگر ان کی گفتار گروہ صوفیہ سے ایسے میل کھاتی ہے کہ کسی دوسرے نے ایسے مطالب شاذ ہی بیان کئے ہوں گے۔

خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ اسرار ہم کے بزرگوں میں سے ایک نے فرمایا : ,,اگر کوئی صوفی ہو تو اس کے لئے دیوان حافظ سے بہتر

کوئی شے نہیں » ۔ ان کے اشعار چونکہ بہت مشہور ہیں ، ان کو نقل اور ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ۔ لہذا انہیں لکھ کر پیش کرنے سے یہاں اجتناب کیا جاتا ہے ۔ آپ کی وفات ۲۹۷ ھ میں ہوئی ۔ رحمۃ اللہ علیہ » ۔

مندرجہ بالا اقتباسات کے چند نکتے قابل توجہ ہیں : جامی کو ابو ہاشم صوفی کی تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی ۔ وہ ان کے معاصر ابو سفیان ثوری کی تاریخ رحلت (١٦١ ھ) کا ذکر کر کے ابو ہاشم کا زمان حیات بتاتے ہیں کہ وہ قرن دوم یا ابتدائے قرن سوم ہجری میں فوت ہوئے ہوں گے ۔ حافظ کے سلسلے میں جامی ان کی صوفیانہ مضمون آفرینی کا ذکر کرتے ہیں مگر ان کے باقاعدہ صوفی ہونے کے بارے میں خواہ مخواہ کی بحث سے اجتناب کرتے ہیں ۔ جامی کی اس محتاط تحقیق کا علامہ اقبال نے بھی ایک خط میں استحسان کیا ہے ۔

بعض سوانحی اور موضوعاتی نکات :

,,نفحات الانس من حضرات القدس » یقیناً ایک اہم کتاب ہے لیکن ایک تعارفی مقالے میں ٦١٦ عرفا اور عارفات کے اسماء بھی نہیں سما سکتے چہ جائیکہ ان کے حالات و اقوال پر اظہار نظر بھی کیا جائے ۔ یہی مناسب ہو گا کہ چند صوفیہ کے سوانحی اور بعض موضوعاتی نکات بیان کرنے پر اکتفا کریں ۔

★ **بایزید بسطامی :** آپ ٢٦١ ھ میں فوت ہوئے ۔ آپ کے استاد ایک کرد تھے اور شیخ روز بہان بقلی (شیرازی م ٦٠٦ ھ) نے شرح ,,شطحیات » میں ابو علی سندھی کو بھی ان کا استاد بتایا ہے ۔ جامی لکھتے ہیں : ,,آپ رائے اور اجتہاد والے تھے مگر ان کے صاحب ولایت ہونے سے کوئی فقہی مذہب ان سے منسوب نہ ہوا ، شیخ

الاسلام (خواجه انصاری) نے فرمایا که لوگوں نے بایزید پر شطحیات کے حوالے سے جھوٹ منسوب کئے گئے ھیں مثلاً یه که انھوں نے عرش الٰہی تک جانے اور وھاں خیمه لگانے کا دعوی کیا تھا جبکه ایسا دعوی کفر ہے۔ غنیمت ہے که لوگوں نے جنید بغدادی سے شطحیات منسوب نه کیں۔

★ **سید الطائفه جنید بغدادی** : طبقات الصوفیه ، رسالة القشیریه اور تاریخ الیافعی نے ان کا سال وفات ۲۹۷ ، ۲۹۸ ھ (باختلاف) ذکر کیا ہے۔

,,خلیفه بغداد نے شیخ ردیم سے کہا ,,اے بے ادب "۔ ردیم بولے : ,,میں بے ادب سہی مگر میں نے نصف دن جنید کے پاس گذارا ہے۔ مقصد یه که جسے آدھے دن تک جنید کی ہم نشینی میسر آ جائے وہ بے ادب نہیں ہو سکتا اور جسے یه نعمت زیاده ملے اس کا کیا کہنا۔ شیخ ابو جعفر حدّاد نے کہا ,,عقل اگر مرد کی شکل پر ہوتی تو جنید کی سی ہوتی "۔ نیز فرمایا : طبقه صوفیه کے تین افراد کا ہم پله کوئی چوتھا نه تھا : بغداد میں جنید تھے ، شام میں عبدالله جلا اور نیشاپور میں ابو عثمان جبری ... جنید بغدادی نے پختگی اور کمال حاصل کر کے وعظ و ارشاد کی مجلس سجائی۔ وہ صاحب دل شخص تھے۔ ایک نوجوان نے ان سے پوچھا : پیغمبر اسلام کے اس قول کی کیا وضاحت ہے که اتقوا فراسة المومن فانّه یَنظر بنورالله "۔ یه سائل عیسائی تھا۔ حضرت جنید نے مراقبے میں سر جھکا دیا۔ پھر نظر اٹھا کر بولے : ,,تم اسلام قبول کر لو۔ تیرے لئے وقتِ سعادت آ پہنچا ہے "۔ اس نے اسلام قبول کر لیا مگر سب حیران تھے که حضرت جنید کو اس کے مسیحی اور پھر اسلام پر متمائل ہونے کی خبر کیسے ہوئی تھی ؟۔

★ شیخ روز بہاں بقلی : یہ نسوی اور شیرازی عارف صاحب وجد اور مغلوب الحال تھے (م ٦٠٦ھ) ۔ ,,ہر کوئی ان کی بات نہیں سمجھ سکتا ۔ خود فرماتے ہیں :

آنچه ندبدست دو چشم زمان

و آنچه نه بشنید دو گوش زمین

در گلِ مـا رنگ نمـود است آن

خیز وبیا درگل مـا آن بین

(جس چیز کو زمانے کی دو آنکھوں نے دیکھا اور جسے زمین کے دو کانوں نے نہ سنا ۔ وہ چیز ہماری سرشت میں نمودار ہوئی ہے۔ اٹھ اور آ جـا: اسے ہماری سرشت میں ملاحظہ کر) ان کی متعدد تصانیف ہیں جیسے تفسیر عرائس ، عربی اور فارسی میں شرح ,,شطحیات ،، اور کتاب الانوار فی کشف الاسرار وغیرهم ...

کہتے ہیں وہ پچاس سال تک شیراز کی پرانی جامع مسجد میں وعظ کرتے رہے ... ایک دفعہ انھوں نے ایک عورت کو سنا جو اپنی بیٹی کو نصیحت کر رہی تھی : ,,بیٹی ، اپنا حسن کسی پر ظاہر نہ کر کہ اس طرح وہ بے اعتبار و کم وقعت ہو جائے گا ،، ۔

شیخ بولے : ,,حسن اس پر راضی نہیں کہ تنہا اور جدا رہے ۔ اس کی آرزو ہے کہ عشق کے قریب رہے ۔ حسن وعشق کے درمیان روز اول عہد وپیمان ہوا کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے سننے والوں کو شیخ کی اس بات پر وجد وحال طاری ہو گیا اور بعض تو بے جان ہو گئے ۔

شیخ ابو الحسن کردویہ کہتے ہیں کہ بعض صوفیہ کی معیت میں وہ سفر میں تھے ۔ وہ شیخ روز بہاں کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ وہ اس شیخ سے آگاہ نہ تھے ۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ وہ علم اور

احوال باطن میں شیخ سے برتر ھیں ۔ شیخ روز بہان کو ان کے پندار کا علم ہو گیا ۔ فرمایا : اے ابوالحسن اپنا گمان چھوڑ دے ۔ اس زمانے میں روز بہان کوھی بےنظیر اور کم ھمتا بنایا گیا ہے۔ اس امر کا اشارہ انھوں نے اپنے اشعار میں بھی کیا ہے۔

درین زمانه منم قائد صراط الله

زحد خاور و تاآستانه اقصی

روند گان معارف مرا کی بینند

که هست منزل و جائم بماورای وری ... »

★ **خواجه عبدالله انصاری هروی (م ۴۸۱ هـ)** : جامی نے شیخ الاسلام انصاری کے مناقب تفصیل سے لکھے ھیں ۔ ان کی ذاتی استعداد کا بھی یہاں بیان ملتا ہے۔ ان کے جدا مجد حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے بارے میں جامی لکھتے ھیں کہ وہ حضرت عثمان کی خلافت کے دوران خراسان آئے ۔ وہ اور احنف بن قیس کچھ دیر مقیم ہرات رہے ۔ کہیں بعد میں حضرت انصاری قسطنطنیہ کے جہاد میں شرکت کرنے ایشیا یورپ کے سنگم میں آئے اور جیسا کہ لوگوں کو علم ہے ، وہ مرتبہ شہادت پر فائز ہو کر مدفون استنبول ہوئے ۔

شیخ عبداللہ انصاری کے قول کے مطابق انھوں نے عربی میں چھ ہزار شعر کہے ۔ ان کا عجیب قوی حافظہ تھا ۔ جو لکھتے انھیں ازبر ہو جاتا ۔ عرب شعراء کے ایک لاکھ شعر انھیں زبانی یاد تھے ۔ انھیں لاکھوں احادیث مع اسناد یاد تھیں ۔ ان کی تصانیف سے ان کا علمی تبّحر واضح ہے۔

★ **شیخ احمد غزالی** صاحب ,,السوانح العشّاق ،، (م ۵۱۷ هـ) : آپ حجة الاسلام امام محمد غزالی (م ۵۰۵هـ) کے بھائی تھے ۔ جامی لکھتے ھیں : ,,کسی نے ان سے ان کے بھائی حجة الاسلام محمد غزالی

کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ھیں ؟ ۔ بولے : وہ خون میں ھیں ۔ سائل کو تعجب ھوا ۔ اس نے تلاش کی اور حجة الاسلام اسے ایک مسجد میں ملے ۔ اس نے احمد غزالی کا واقعہ سنایا ۔ حجة الاسلام بولے : بھائی کا کشف درست ہے ۔ میں حالت قاعدگی والی عورتوں کے بارے میں ایک مسئلے پر غور کر کے لکھ رہا تھا ... جب ان کا وقت آخر آ پہنچا تو ان کی بندھی ھوئی گھوڑی کسی طرح کھل گئی ۔ آپ کو اس کی اطلاع ملی یا کشف سے علم ھو گیا ۔ فرمایا ھم گھوڑی سے اتر گئے ۔ اب جو چاھے سوار ھو جائے ۔ آپ کا مدفن قزوین میں ہے » ۔

متأخر صوفیه میں سے جن کے حالات ، آثار و مقامات جامی نے بالنسبه تفصیل سے لکھے ھیں ، ان میں خواجه بہاء الدین نقشبند ، خواجه محمد پارسا ، مولانا سعداللہ کاشغری ، خواجه عبیداللہ احرار ، شیخ نجم الدین کبری (م ٦١٦ ھ) شیخ علاء الدوله سمنانی (م۷۳٦ھ) مولانا جلال الدین رومی (م ٦٧٢ھ)، شمس تبریزی (محمد ملک داد، م ٦۴۵ھ) محمد غزالی ، شیخ شہاب الدین سہروردی ، شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشانی (۷۳٦ھ) اور شیخ عطار نشاپوری (م٦١٨ھ) وغیرھم شامل ھیں ۔ بعض شعراء کے بارے میں جامی نے حافظ کا سا تبصره کیا ہے یعنی انھوں نے مضامین تصوف تو خوب بیان کئے ھیں مگر ان کا باقاعده صوفی ھونا ثابت نہیں ۔ ایسے لوگوں میں خاقانی شروانی اور نظامی گنجوی بھی شامل ھیں جبکه صوفی شعراء سنائی، عطار سعدی ، عراقی ، رومی ، امیر حسینی ، امیر خسرو ، حسن دھلوی اور کئی دوسروں کے بارے میں جامی نے حسن بیان کے ساتھ لکھا ہے ۔ جامی تاریخ وفات یا صوفیه کا عصر احتیاط سے لکھتے رھے ۔ نظامی کی تاریخ وفات ھنوز تحقیق طلب ہے

اور جامی ان کے حالات کو اس طرح ختم کرتے ھیں : ,, مثنوی اسکندریه نامه ان کی آخری کتاب ہے جو ۵۹۲ ھ میں لکھی گئی اور اس وقت نظام کی عمر ساٹھ برس سے متجاوز تھی ۔ رحمة الله علیه سبحانه " ۔

۳۴ عارفات کے ذکر سے منصرف ھوتے ھوئے اتنا عرض کریں که جامی کے سوانح نگار انھیں خاتم الشعراء تو لکھتے رھے مگر ,,نفحات الانس " کے پیش نظر وہ خاتم تذکرات بھی ھیں ۔ فارسی میں صوفیه کے تذکرے کے حوالے سے اس سے مفصل اور جامع تر کتاب متأخرین نے نہیں لکھی ۔ شعراء اور دیگر مصنفین کے تذکروں کا معامله دوسرا ہے اس کے علاوہ قریب تر عہد میں بعض مفید کتب کی جمع آوری کی گئی مگر ان میں جامی کے سے ذاتی ذوق و شوق اور تجربه و تحقیق کا فقدان ایک بدیہی بات ہے ۔ علامه اقبال نے فرمایا ہے ۔

حلقه شوق میں وہ جرأت اندیشه کہاں
آہ محکومی وتقلید و زوال تحقیق

نفحات الانس تصوّف کی مایۂ ناز کتاب ہے اور اس کے آخر میں درج غزل جامیؒ کے متصوّفانه افکار کی ترجمان ہے ، اسی مناسبت سے هم اس غزل کو ترجمه کے ساتھ نقل کر رھے ھیں ۔

حبذا قومی که دید حق بود دیدار شان
محو باشددر شہودسر غیب اسرار شان

جمله در کہف فنا از هستی خود خفته اند
لیک پندارند خواب آلودگان بیدارشان

گرچه انداىند خورشید جمال خود بگل
مشرق و مغرب گرفته پرتو انوارشان

یابی اندر فقر تکدینارشان گرچه ندید
کس چو ابراهیم ادهم مالک دینارشان

ریخته باران عرفان از سحاب مکرمت

شسته نقش حرف غیر از صفحه ی : پندار شان

از خدا خواهند ستر ذات خود در ذات او

این بود ساعت بساعت سر استغفار شان

هر یکی را باز از سودای دل بازار ها

ز آتش شوق محبت گرمی بازارشان

یک دم از طوف در ودیوار شان منشین که هست

صد کشایش از در و صد پشتی از دیوار شان

کار شان جز نفی ذات ووصف وفعل خویش نیست

ای خدا چبود که جامی راکنی درکار شان

۱ ۔ وہ لوگ مبارک ہیں جن کی دید ، حق کی دید ہوتی ہے اور جن کے راز شہادت خاطر کے غیب میں ہوتے ہیں ۔

۲ ۔ وہ جو تمام اپنے وجود سے بے خبر غار فنا میں سوئے ہوئے ہیں مگر محو خواب لوگ انہیں بیدار جانتے ہیں ۔

۳ ۔ وہ اگرچہ اپنا آفتاب حسن مٹی میں لت پت کرتے ہیں مگر شرق و غرب ان کے انوار کے عکس سے تابناک ہیں ۔

۴ ۔ فقر کے باوجود تجھے ان کے پاس یکتا دینار ملیں گے گو ابراہیم ادہم کی طرح ان کے مالک بن دینار کو کسی نے نہیں دیکھا ۔

۵ ۔ انہوں نے بخشش کے بادل سے عرفان کی بارش برسائی ہے ۔ اپنے فکر وپندار سے انہوں نے غیراللہ کا نقش حرف دھو رکھا ہے ۔

۶ ۔ وہ خدا کی ذات سے اپنے وجود کا ستر وپردہ طلب کرتے ہیں ۔ ان کے توبہ و استغفار کا راز لمحہ بہ لمحہ یہی ہے ۔

۷ ۔ سامان دل سے ہر کسی کا بازار کھلا ہے ۔ ان کی سرگرمی شوق محبت کے آتش سے ہی ہے ۔

۸ ـ ان کے درودیوار کے گرد گھومنے سے لمحہ بھر نہ رکو کیونکہ ان کے دروں میں کامیابی ہے اور ان کی دیواروں سے مدد اور سہارا ملتا ہے ـ

۹ ـ ان کا کام اپنی ذات ، اپنے اوصاف و افعال کی نفی کرنے کے بجز کچھ نہیں ـ خدایا اگر تو جامی کو ان جیسے لوگوں کے کام کا اہل بنا دے ، تو کیا بہتر ہو ـ

حواشی و حوالہ جات

۱ ـ جامی مؤلف (ڈاکٹر) علی اصغر حکمت ، طبع بانک ملیٔ ایران ، تہران ۱۳۲۰ ھ ش/ ۱۹۳۱ء ـ نیز نفحات الانس من حضرات القدس ، تہران (انتشارات کتابفروش محمودی) ۱۳۳۶ ش / ۱۹۵۷ء ، ترتیب و مقدمہ از مہدی توحیدی پور ، صفحہ ۱۵۵ ـ

۲ ـ جنگ و نزاع اور تخت و تاج کے لئے آویزش والے ادوار کے ذکر سے ہم صرف نظر کر رہے ہیں ـ

۳ ـ یہ کتاب ترکی سے فارسی میں ترجمہ ہو گئی اور ,,خمسة المتحیّرین ،،کے نام سے موسوم ہے ـ

۴ ـ ترکمانوں کے ہاں بھی فترت و انتشار کا دور رہا ہے ـ دیکھیں ,,نفحات ،، مقدمہ از مہدی توحیدی پور) ، تاریخ عصر جامی صفحہ ۱۴۳ تا ۱۵۳ ـ

۵ ـ جامی (علی اصغر حکمت کی اس نام کی کتاب کا ترجمہ اور تکملہ) از سید عارف نوشاہی ، مطبوعہ باشتراک رضا پبلی کیشنز لاہور اور مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۸۶ ، ۱۸۷ بحوالہ رشحات عین الحیات ج ۱ ص ۲۳۸ از واعظ کاشفی سبزواری (م۹۱۰ھ)

۶ ـ مطلع ہے :

میر سپاہ ناسزا لشکریاں شکست صف

آہ وہ تیر نیم کش جس کا نہ کوئی ہدف

۷ ـ تفصیل دیکھیں میری کتاب ,,اقبال اور فارسی شعراء ،، میں ، اقبال اکادمی لاہور ۱۹۷۷ء ، جامی صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۹ ـ

۸ ـ ایک ترجمہ شفیق بریلوی کا ہے ، کراچی (مدینہ پبلشنگ ہاؤس ۱۹۸۲ء ـ ایک مختصر کتاب ، حیات جامی ،، مدتوں پہلے مولانا حافظ محمد اسلم جیرا جپوری (م ۱۹۵۵ء) نے لکھی تھی ـ کیپٹن Nau Ssan Lees (۱۸۲۵ ـ ۱۸۸۹ء) کا مقدمہ خاصا مفصل اور مفید ہے ـ

۹ ـ بہ فحوائے ,,البقرہ،،(۲) آیۃ ۲۵۷ : اللّٰہ ولی الذین آمنوا ۰۰۰ الخ ـ